غیر مسلموں کے حق میں......

دنیا کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری

تحریر: مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری

غیر مسلموں سے آشتی و محبت کا برتاؤ: ہمدرد بنی نوع انسان حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ نے غیروں کے ساتھ جس مسالمت ورواداری کا برتاؤ کیا اس کی نظیر جریدہ عالم میں بالکل ناپید ہے۔ قطع نظر اس سے کہ آپ کو فطرۃ خویش وبیگانہ سب سے اُنس تھا۔ آپ منجانب اللہ اس بات کیلئے مأمور تھے کہ غیروں کی طرف بھی محبت اور دوستی کا ہاتھ بڑھائیں۔ خواہ کیسے ہی شدید العداوت کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے ﴿وان جنحوا للسلم فاجنح لھا﴾ ''اگر اعداء صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی صلح پر مائل ہو جایئے''۔

۶ ہجری میں عیینہ بن حصن نامی ایک غیر مسلم نے رحمت عالم ﷺ سے درخواست کی کہ اسے مدینہ کی چراگاہ میں اُونٹ چرانے کی اجازت دی جائے۔ آپ ﷺ نے بخوشی اجازت دی۔ وہ برابر ایک سال تک اپنے اُونٹ بلا معاوضہ وبلا محصول چراتا رہا۔ آخر اس احسان کا معاوضہ اس صورت میں دیا کہ بنو عطفان کے سواروں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ آ کر پیغمبر ﷺ کے اونٹوں پر چھاپہ مارا، اور ابن ابی ذر نامی چرواہے کو شربت شہادت پلا کر تمام اونٹ ہانک لے گیا۔ پیغمبر علیہ السلام کے اونٹوں سے سرکاری یا بیت المال کے اونٹ مراد ہیں۔

حضرت سلمہؓ بن اکوع صحابی طلوع فجر سے بیشتر شہر سے باہر نکلے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام نے ان کو بتایا کہ پیغمبر اسلام کے اونٹ لُٹ گئے ہیں اور چرواہا قتل کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے لوٹے؟ کہا عیینہ بن حصن اور بنو عطفان کے دوسرے سواروں نے۔ یہ سن کر حضرت سلمہؓ نے ''الفزع الفزع'' (خطرہ خطرہ) کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ پھر زور سے آواز دی کہ اے اللہ کے گروہ! سوار ہو جاؤ۔ ان کی آواز مدینے کے اس سرے سے اُس سرے تک گونج گئی اور وہ خود تن تنہا پیدل ہی ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

عیینہ بن حصن اور اس کے ساتھ پانی کی تلاش میں تھے کہ حضرت سلمہؓ پہنچ گئے۔ یہ بڑے قادر انداز تھے۔ تاک تاک کر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ تیر بازی کرتے وقت یہ رجز ورد زبان تھا۔ (انا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع) ''میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے'' حضرت سلمہؓ کی آواز سُن کر سب

سے پہلے سرور کائنات ﷺ سوار ہو کر اس انتظار میں سرراہ جا کھڑے ہوئے کہ اور مسلمان بھی تیار ہو کر آجائیں۔ سب سے پہلے مقداد بن عمروؓ آپ کے پاس پہنچے۔

جب چند اور سوار بھی آلیے تو آپ نے حضرت مقدادؓ سے فرمایا کہ تم لوگ چلو۔ میں بھی اور آدمی لے کر اور یہاں کا انتظام درست کر کے تمہارے پیچھے پہنچتا ہوں۔ اس دستہ کی روانگی کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن ام مکتومؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا اور تین سو انصار کی جمعیت حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ کے ماتحت شہر کی حفاظت پر متعین فرمائی۔ اس اثناء میں صحابہؓ جوق در جوق سرورِ انبیاء ﷺ کی خدمت میں پہنچنے لگے۔ عیینہ تو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ آگے نکل گئے۔ ڈاکوؤں کی ایک ٹولی سے حضرت مقدادؓ کے دستہ کی مڈبھیڑ ہوگئی، اس تصادم میں ایک صحابی حضرت محرز بن فضلہؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ڈاکوؤں میں سے تین ہلاک ہوئے اور بقیہ السیف چند گھوڑے اور کچھ اور مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت سلمہؓ، عیینہ بن حصن کے تعاقب میں خیبر کی سرحد تک پہنچ گئے۔ عیینہ اور اس کے ساتھیوں کو اس خوف سے پلٹ کر حضرت سلمہؓ کا دفاع کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ مسلمانوں کی جمعیت ان کے تعاقب میں آئی ہوگی۔

حضرت سلمہؓ نے پیچھے سے اتنی تیر باری کی کہ ڈاکوؤں کو اونٹ چھوڑ کر بھاگ جانا پڑا۔ اس اثناء میں سرورِ انبیاء محمد ﷺ بھی علیٰ اختلاف الروایات سات سو یا پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ موضع "ذی قرد" میں پہنچ گئے جہاں حضرت سلمہؓ نے ڈاکوؤں کو بھگا کر اونٹ واپس لئے تھے۔ سلمہ بن اکوعؓ نے التماس کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان کو پانی پینے کی مہلت نہیں دی اور اگر فی الفور تعاقب کیا جائے تو سب گرفتار کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ قابو پانے کے بعد درگزر ہی اچھا ہے اور آپ نے از راہ قدر شناسی فرمایا ہمارے سواروں میں بہترین سوار مقداد بن عمروؓ اور پیادوں میں بہترین سپاہی سلمہ بن اکوعؓ ہیں۔ اُس کے بعد آپ نے حضرت سلمہؓ کو مالِ غنیمت میں سے دو حصے عطا کیے۔ ایک سوار کا اور ایک پیدل کا اور مدینہ کی طرف مراجعت فرماتے وقت انہیں از راہ شفقت خود اپنے پیچھے بٹھالیا۔

حضرت خیر البشر ﷺ کے غیر مسلم مہمان: آنحضرت ﷺ کا خوانِ کرم مسلم و غیر مسلم سب کیلئے بچھا ہوا تھا۔ جس طرح مسلمان مہمانوں کی خاطر مدارت کی جاتی تھی اسی طرح غیر مسلم اضیاف کی بھی ہوتی تھی۔ ابو بصرہ غفاریؓ اسلام لانے سے پہلے کاشانہ نبوت میں آکر مہمان رہے۔ آپ کے گھروں میں کھانا بہت کم پکا کرتا

تھا۔ زیادہ تر شام کے وقت تھوڑا سا بکری کا دودھ پی کر گزر بسر کر لیتے تھے۔ ابو بصرہؓ رات کو گھر کی تمام بکریوں کا دودھ پی گئے۔ لیکن آپ خاموش رہے۔ برابر انتہائی اخلاق سے پیش آتے رہے اور اہلِ بیت نبوی کو رات بھر فاقہ کرنا پڑا۔ (مسند احمد) اسی طرح ایک اور مرتبہ آپ کے پاس ایک غیر مسلم مہمان آیا۔ اسے ایک بکری کا دودھ پینے کو دیا گیا۔ وہ اس نے پی لیا اور مزید دودھ کا طلب گار رہوا۔ آپ نے ایک اور بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ وہ بھی پی گیا۔ آپ نے تیسری بکری دوہنے کیلئے فرمایا۔ اس کا دودھ بھی اڑا گیا۔ غرض یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ چونکہ گھر میں کھانے کی اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ تمام اہلِ بیت فاقہ کشی پر مجبور ہوئے لیکن اس سے بدستور اخلاق اور نوازش سے پیش آتے رہے۔ اس حُسن اخلاق سے متاثر ہو کر وہ دوسرے دن حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس روز اس کیلئے ایک بکری دوہی گئی اور اس کا دودھ اسے پلایا گیا۔ پھر دوسرے دوہی گئی لیکن اس کا دودھ بھی پورا نہ پی سکا۔ یہ دیکھ کر حضرت سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک ہی آنت میں پیتا ہے اور غیر مسلم سات آنتوں میں۔ (ترمذی) یعنی مومن کامل تھوڑے پر قناعت کر لیتا ہے اور غیر مسلم چونکہ حرص و ہوا کا بندہ ہے۔ اکل و خورد اور لذات دنیوی کو اس نے حاصل زندگی قرار دے رکھا ہے اس لئے تھوڑی چیز پر قانع نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جن مسلمانوں نے حطام دنیوی، لذائذ نفسانیہ اور نعائم فانیہ ہی کو زیست کا نصب العین قرار دے رکھا ہے۔ وہ اس بارہ میں غیر مسلموں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔

آپ نے اس کوشش میں کہ واجب القتل اعداء زیادہ سے زیادہ تعداد میں بری کئے جائیں حکم دے رکھا تھا کہ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی غیر مسلم مجرم کو پناہ دے سکتا ہے اور وہ سفارش کرنے کا مجاز ہے۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر کوئی عورت بھی کسی مشرک کو امان دیا کرتی تو وہ امان درست ہوا کرتی تھی۔ (ابوداؤد) یعنی ہر مسلمان پر اس امان کا احترام لازم ہوتا تھا۔

چھوت چھات کی ناگواری: آپ ﷺ غیر مسلموں کے ہدیے قبول فرماتے اور ان کی طرف ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ ایلہ کے حاکم نے آپ ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیۃً بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کیلئے ایک چادر بھجوائی اور شہر کی حکومت اس کو لکھ دی (بخاری) حجاز اور شام کے مابین ''دومہ'' نام ایک شہر ہے۔ وہاں کے عیسائی حاکم نے جس کا نام ''دومہ'' تھا۔ آپ ﷺ کے پاس سندس (نہایت باریک اور بیش قیمت دیبا) کا ایک جبہ ہدیۃً بھیجا۔ یہ جبہ ایسا نرم اور خوشنما تھا کہ تمام لوگ اس کی نفاست و پاکیزگی پر عش عش کرتے تھے۔ (بخاری)

ہندو قوم ہر وقت مقاطعہ اور چھوت چھات کے ہتھیاروں سے مسلح رہتی ہے لیکن نبی ﷺ ٹوٹے دلوں کو جوڑنے اور رابطہ محبت وارتباط استوار کرنے کیلئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیروؤں کیلئے اس قسم کی تنگ خیالی اور بنی نوع کی تحقیر قطعاً گوارا نہ فرمائی۔ چنانچہ جس طرح خود آپ نے خیبر میں ایک یہودی عورت کے گھر کا کھانا کھایا۔ اسی طرح آپ نے اپنے پیروؤں کو بھی غیر مسلموں کے ہاتھوں کی چیز کھانے کی اجازت دی بشرطیکہ اس غذا کا کھانا شرعاً ممنوع نہ ہو۔ چونکہ چھوت چھات کا جذبہ سراسر اشرف المخلوق انسان کی تذلیل اور اس سے نفرت اور انقطاع کو مستلزم ہے۔ اسلام اس قسم کی عدم رواداری کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

غیر مسلم اقرباء سے حُسن سلوک: حضرت رحمت عالم ﷺ نے اپنے خویش و اقارب کے ساتھ جو مربیانہ سلوک کئے ان کی نظیر بھی تاریخ عالم میں بمشکل مل سکے گی۔ لیکن یہ شفقتیں اور نوازشیں صرف مسلمان اور اقرباء کے ساتھ مخصوص نہ تھیں بلکہ غیر مسلم رشتہ داروں کے حال پر بھی یکساں مبذول تھیں۔ جنگ بدر میں پیغمبر ﷺ کے عم محترم حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اور آپ کے چچازاد بھائی نوفلؓ بن حارث اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے حقیقی بھائی عقیلؓ بن ابوطالب جو عمر میں حضرت علیؓ سے بیس برس بڑے تھے قریش مکہ کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے تھے۔ اس وقت تک تینوں میں سے کسی نے اسلام کا طوق غلامی زیب گلو نہیں کیا تھا۔ جنگِ بدر کے اختتام پر آپ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ ہمارے گھرانے (بنو ہاشم) کے کون کون آدمی گرفتار ہوئے ہیں؟ جناب علی مرتضیٰؓ نے جا کر دیکھ بھال کی اور آ کر گزارش کی کہ چچا عباس، بھائی عقیل اور نوفل بن حارث اسیروں میں داخل ہیں۔ یہ سُن کر آپ تینوں قیدیوں سے ملنے کو تشریف لے گئے اور حضرت عقیلؓ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابوجہل مارا گیا ہے۔ عقیلؓ بولے اب تہامہ میں مسلمانوں کا کوئی مزاحم نہیں رہا۔ حضرت عقیلؓ بالکل تہی دست تھے۔ اس لئے ان کے چچا حضرت عباسؓ نے اپنی گرہ سے ان کا فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کرایا۔ (طبقات ابن سعد)

غیر مسلمہ رضاعی ہمشیرہ پر شفقت: پیغمبر ﷺ ایام رضاعت میں حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیتے رہے تھے جو قبیلہ ہوازن میں سے تھیں۔ ان کی بیٹی شیماء آپ کو آپ کے بچپن میں گود میں کھلاتی رہی تھیں، اور اسلام نے جس طرح نسبی قرابت کے حقوق مقرر کئے ہیں ویسے ہی رضاعت کے قرار دیئے ہیں۔ حلیمہ سعدیہ جنگ حنین سے پہلے داعی اجل کو لبیک کہہ چکی تھیں۔ البتہ شیماء زندہ تھیں اور قبیلہ ہوازن نے ایک بڑی فاحش غلطی یہ کی تھی کہ جب

پیغمبر ﷺ کے خلاف لشکر کشی کی تو اپنے اہل وعیال اور مال مویشی کو بھی ساتھ لے آئے تھے۔ شیماء بھی غزوہ حنین کے اسیرانِ جنگ میں داخل تھیں۔ جب مسلمانوں نے اُن کو گرفتار کیا تو کہنے لگیں کہ میں تمہارے پیغمبر کی بہن ہوں۔ صحابہ کرامؓ ان کو تصدیق کیلئے آپ کے پاس لے آئے۔ اُن کو دیکھ کر فرطِ محبت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اُن کے بیٹھنے کیلئے خود اپنی ردائے مبارک بچھائی۔ دیر تک محبت آمیز گفتگو کرتے رہے اور چند اونٹ اور بکریاں عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جی چاہے تو مدینہ رہو اور چاہو تو تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا جائے۔ انہوں نے وطن جانا چاہا۔ چنانچہ نہایت عزت واحترام کے ساتھ گھر پہنچادی گئیں۔ [ابن سعد وابن جریر طبری]

غیر مسلمہ ماں کی امداد کرنے کا فرمان: عہد جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دو بیویاں تھیں ایک قتلہ بنت عبد العزیٰ مادر عبد اللہؓ حضرت اسماء ذات النطاقینؓ، دوسری اُمِ رومانؓ بنت عامر والدہ عبد الرحمٰنؓ وام المومنین حضرت عائشہؓ، ان میں سے موخر الذکر ایمان لائیں اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئیں۔ حضرت اسماء کا بیان ہے کہ جن ایام میں حدیبیہ کے مقام پر قریش سے معاہدہ ہوا ان دنوں میری والدہ مکہ معظمہ سے میرے پاس مدینہ منورہ آئیں اور مجھ سے مالی امداد طلب کی۔ میں نے استانہ نبوت میں حاضر ہو کر التماس کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ مکہ سے آئی ہیں اور ایسی حالت میں کہ اسلام سے بیزار ہیں۔ مجھ سے مدد مانگتی ہیں۔ کیا مجھے کچھ اعانت کرنی چاہیے یا نہیں؟ فرمایا ہاں ضرور امداد کرو۔ (بخاری ومسلم)

غیر مسلم اقرباء کو صحابہ واہل بیت کی امداد: چونکہ آپ ﷺ اپنے غیر مسلم اقارب کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کرتے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ کے صحابہؓ اور اہلِ بیت بھی آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُن کی طرف دستِ اعانت دراز کرنے کے عادی تھے۔ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت فاروق اعظمؓ کو ایک ریشمی جوڑا عطا فرمایا تو انہوں نے اس کو اپنے غیر مسلم بھائی کے پاس جو مکہ معظمہ میں تھا بھیج دیا۔ (ابوداؤد)

دربارِ خلافت میں اُم المومنینؓ کی چغلی: ایک مرتبہ ایک لونڈی نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ سے جا کر یہ بات لگائی کہ ام المومنین صفیہؓ سبت (ہفتہ کے دن) کا احترام کرتی ہیں اور یہود پر بڑی شفقتیں فرماتی اور انہیں عطیات سے نوازتی ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے ام المومنین سے دریافت کرایا کہ آپ کی لونڈی نے یہ شکوہ کیا ہے۔ اُم المومنین صفیہؓ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ جب سے حق تعالیٰ نے مجھے نعمتِ ایمان سے سرفراز فرمایا اور جمعہ کا دن عطا کیا میں نے ''سبت'' سے کبھی محبت نہیں کی۔ رہے یہود، سو ان سے میری قرابت ہے

اور گو وہ غیر مسلم ہیں مگر صلہ رحمی کے خیال سے ان کو خوب دیتی ہوں۔ اس کے بعد ام المومنینؓ نے لونڈی سے دریافت کیا کہ اس شکایت کا منشا کیا تھا؟ لونڈی نے کہا مجھے شیطان نے ورغلایا تھا۔ اُم المومنین کہنے لگیں جا میں نے فی سبیل اللہ تجھے آزاد کیا۔ (استیعاب)

کتابیہ سے شادی کرنے کی اجازت: داعی اسلام ﷺ کی رواداری ملاحظہ ہو کہ آپ ﷺ نے بحکم رب جلیل اپنے پیروؤں کو کتابیہ یعنی یہودی اور نصرانی عورت سے شادی کرنے کی اجازت دی، اور مسلمان شوہر پر کتابیہ بیوی کے یہ حقوق رکھے کہ اسے اپنے عقائد پر قائم رہنے کی اجازت دے اور فرائض عبادت بجالانے کیلئے اپنے معبد میں جانے کی پوری آزادی عطا کرے۔ حالانکہ عورت مرد کے بدن کا ایک جزو، اس کے بچوں کی ماں، تنہائی اور سفر وحضر میں اس کی رفیقہ، اس کے گھر کی ملکہ اور کنبہ پر حکومت کرنے میں اس کی شریک ہے۔ اسلام نے مسلمہ اور کتابیہ بیوی کے حقوق میں کوئی امتیازی درجہ قائم نہیں کیا۔ نہ کتابیہ بیوی کو اختلاف عقائد کی بناء پر شوہر کی رفاقت سے الگ کیا گیا بلکہ جس طرح ایک مسلمان بیوی اپنے مسلمان شوہر کیلئے دل آرام اور قلب کی ٹھنڈک ہے، اسی طرح کتابیہ عورت بھی اس کی محبوبہ اور راحت جان ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے، ﴿ومن اٰیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجالتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لاٰیٰت لقوم یتفکرون﴾ [الروم:۲۱] ''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس آرام اور تسکین پاؤ اور تم میاں بیوی میں محبت و ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا۔ بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے بہت سے سبق ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں''۔

بس ظاہر ہے کہ یہودی اور نصرانی بیوی بھی مرد کی محبت اور مہربانی کا وہی حصہ پائے گی جو مسلمہ کو ملتا ہے اور جس طرح مسلمان شوہر مسلمہ بیوی کی ذات سے آرام پاتا ہے اسی طرح کتابیہ بیوی بھی اس کیلئے موجب راحت ہوگی۔ پھر اس کے ساتھ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اس شادی سے میاں بیوی کے اقرباء میں بھی دوستانہ مراسم اور اُلفت و ہمدردی کے روابط پیدا ہوں گے جو انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اس پر طُرہ یہ ہے کہ اس مناکحت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ اپنے ننہال کی نظروں میں عزیز ہوگی اور اس کے ذریعہ سے خاندانوں میں تعلقات قریبیہ پیدا ہوں گے۔ غرض اسلام نے مسلمان اور غیر مسلم اہلِ کتاب میں محبت ویگانگت بڑھانے کا یہ ایسا آسان ذریعہ قرار دیا ہے جو اس سے پہلے یا پچھلے کسی دین وملت میں نہیں پایا جاتا۔ یہاں تک کہ دنیا کے دونوں سابق آسمانی

مذاہب یعنی یہودیت و نصرانیت بھی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

غیر کتابیہ عورت یا غیر مسلم مرد سے امتناع نکاح کی حکمت: یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب مسلمان مرد کو کتابیہ سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس کا مدعا یہ قرار دیا گیا ہے کہ نوع بشر میں اتحاد و یگانگت قائم ہو تو اس کی کیا وجہ ہے کہ مسلمان کو غیر کتابیہ عورت سے اور مسلمہ کو کتابی یا غیر کتابی مرد سے شادی کرنے کی اجازت نہ دی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے اہلِ اسلام اور اہلِ کتاب بنیادی عقائد مثلاً انبیاء، ملائکہ، وحی و رسالت، آسمانی کتب و صحائف، قیامت، جنت و دوزخ وغیرہ مسائل میں باہم متحد العقیدۃ ہیں اور دوسرے غیر مسلم (ہندو، سکھ، بدھ، پارسی وغیرہ) ان عقائد کو تسلیم نہیں کرتے۔ چونکہ اہل کتاب بنیادی عقائد و خیالات میں مسلمانوں سے متفق تھے اور کتابیہ سے نباہ ہو جانے کا قرینہ غالب تھا اس لئے مسلمان کو کتابیہ سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی اجازت دی گئی لیکن ہنود وغیرہ سے تمام بنیادی عقائد میں اختلاف ہونے کے باعث غیر کتابی مرد یا عورت سے نباہ کی بمشکل اُمید کی جاسکتی تھی اس لئے مسلمان مرد یا عورت کو ان سے شادی کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اور مسلمہ کو کتابی مرد سے نکاح کرنے کی اس لئے ممانعت کی گئی کہ مرد عورتوں کی نسبت زیادہ قوی ہوتے ہیں اور اُن پر حکمران رہتے ہیں۔ پس یہ امر کسی طرح قرین عدل اور مقتضائے رحمت نہ تھا کہ ایک قوی فرد کو جو اپنے دینی احکام کی رو سے مخالف عقیدہ بیوی کو غلط کار سمجھنے پر مجبور ہے۔ کمزور فرد (مسلمان بیوی) پر مسلط کر کے اس کی زندگی تلخ کر دی جائے۔ ہاں اسلام نے یہ امر مسلمان کیلئے مباح کر دیا جو شریعت اسلامی کی طرف سے عدل اور مہربانی کے اصول پر سختی سے عمل پیرا ہونے کا مامور ہے اور ان کی پابندی بھی کرتا ہے۔ آپ نے اسلام کی یہ رواداری دیکھی کہ وہ ایک ایسی عیسائی عورت کو رفیقۂ حیات بنانے اور مدت العمر اس کے ساتھ اُلفت و محبت کے تعلقات قائم رکھنے کی اجازت دیتا ہے جو ایک خالق یکتا کی جگہ تین الٰہ مانتی ہے۔ حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی مورتوں کے سامنے سجدہ ریز ہے اور سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء ﷺ کو اللہ کا سچا رسول نہیں مانتی۔

اہلِ کتاب کا ذبیحہ کھانے کی اجازت: اسلام کی ایک رواداری یہ ہے کہ اس نے اپنے پیروؤں کو یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے حلال جانور کھانے کی اجازت دی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ﴿و طعام الذین اوتوا الکتب حل لکم﴾ ''اہل کتاب کا طعام تمہارے لئے حلال ہے'' طعام میں حلال ذبائح اور تمام دوسری حلال چیزیں داخل ہیں۔ بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ طعام سے ذبائح مراد ہیں کیونکہ دوسری حلال

چیزوں کے بارہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صابی بھی اہلِ کتاب کے حکم میں ہیں۔لیکن امام ابویوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ صابی دو قسم کے ہیں۔ایک تو زبور پڑھتے اور ملائکہ کی پرستش کرتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو کوئی کتاب نہیں پڑھتے۔

موخر الذکر اہلِ کتاب میں داخل نہیں۔ مجوس سے اہلِ کتاب کی طرح جزیہ تو لیا جاتا ہے لیکن ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا اور نہ ان کی عورتوں سے مسلمان کا نکاح جائز ہے، اور اگر یہودی ونصرانی ذبیحہ پر غیر اللہ مثلاً حضرت عزیرؑ یا عیسیٰؑ کا نام لیں تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ وہ حلال نہیں۔لیکن اکثر اہلِ علم اس طرف گئے ہیں کہ وہ حلال ہے اور یہی شعبیؒ اور عطاءؒ کا قول ہے۔ یہ دونوں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ ذبیحہ پر کیا پڑھتے ہیں تاہم اس ذات برتر نے ان کے ذبیحے حلال قرار دیئے، اور امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی نے تمہاری موجودگی میں ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا تو ہرگز مت کھاؤ اور اگر اس نے جانور تمہاری عدم موجودگی میں ذبح کیا تو کھا سکتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال قرار دیا ہے۔ (روح المعانی)

جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں میں تکمیل قرآن کریم پروگرام

جامعہ کے قسم تحفیظ القرآن الکریم کے شعبہ جات میں سے ایک شعبہ جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں میں بھی ہے۔ وہاں پر اللہ کے فضل وکرم سے مورخہ 6 مارچ بروز جمعرات 4 طلبہ (عبدالباسط، اکرام اللہ، عطاء اللہ اور عبدالمجید) نے قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا اس موقع پر رئیس الجامعہ نے طلبہ کو آخری سبق پڑھایا اور قرآن کی اہمیت اور فضیلت پر عالمانہ وفاضلانہ درس ارشاد فرمایا اور اس موقع پر اساتذہ کی خدمات کو سراہا، طلبہ کو پند ونصائح سے نوازا اور دعا کی کہ اللہ ان کو فہم قرآن کے ساتھ ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں سامعین کی تواضع مٹھائی سے کی گئی۔

تحفظ ناموس رسالت ﷺ ریلی

اہل حدیث یوتھ فورس واہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن جہلم کے زیر اہتمام مورخہ 7 مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ جامعہ علوم اثریہ سے ڈنمارک اور جرمنی میں شائع ہونے والے گستاخانہ خاکوں کے خلاف ایک عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت ﷺ جلوس نکالا گیا اور جامعہ اثریہ للبنات کے سامنے مشترکہ بڑے جلوس میں شامل ہوگیا جو شہر کے مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا شاندار چوک میں جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا جس میں دیگر مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین کے علاوہ رئیس الجامعہ نے ڈنمارک اور جرمنی میں شائع ہونے والے گستاخانہ خاکوں کی پرزور مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کیے جائیں اور تمام تر تجارتی اور دوسری سرگرمیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ انہوں نے او آئی سی سے مطالبہ کیا کہ اس معاملے کو اقوام متحدہ میں اٹھائے۔ علاوہ ازیں اہل حدیث یوتھ فورس ضلع جہلم کے روح رواں ڈاکٹر عاطف جواد اور اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رہنماء کاشہ مدنی نے بھی پُرجوش اور مدلل خطاب کیا۔